باب۔22

غزوۂ بدر

☆ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا -

ترجمہ: اور تم کو اللہ نصرت بخشے (کیسی نصرت؟) باعزت نصرت، (نادر)۔ (سورۃ الفتح: آیت 3)

☆ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ -

ترجمہ: اور یقیناً اللہ نے تم کو بدر میں فتح (ونصرت) عطا کی حالانکہ تم کمزور تھے۔ (سورۃ آل عمران: آیت 123 کا حصہ)

سورۃ الفتح کی آیت میں بدر کی لڑائی کی طرف اشارہ ہے۔ اکثر علماء پورے حالات سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے جنگِ بدر کو جارحانہ (offensive) سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسلمان قریش کو لوٹنے کے لیے گئے تھے۔ ہم پورے حالات بیان کریں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ بدر کی لڑائی مدافعانہ یعنی defensive تھی نہ کہ جارحانہ۔

صاحبو! عربوں کی عادت تھی کہ ماہ ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ماہ رجب میں وہ آپس میں صلح و آشتی سے رہتے اور ان مہینوں میں تجارت کے قافلے جاتے۔ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ۔ سرما و گرما میں امن کے زمانے میں یہ تجارت کر کے مالا مال ہو جاتے۔ سعد بن معاذؓ کی سرداری میں مسلمانانِ مدینہ، حج کرنے کے لیے مکہ شریف آئے تو ابو جہل نے خلافِ قاعدہ سعدؓ سے کہا کہ تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تم کو حج کرنے نہ دیں گے۔ سعدؓ نے کہا، تم ہم کو حج سے روکتے ہو، تو ہم تم کو بھی تجارت کرنے کے لیے ہماری سرزمین سے گزرنے نہ دیں گے۔ قریش کے شریر کفار، مدینہ شریف کے علاقے میں جا کر مدینہ والوں کے اونٹ ہانک کر لے جاتے۔ ابوسفیان ابن حرب کی سرکردگی میں ایک تجارت کا قافلہ شام کے لیے نکلا تھا۔ اس قافلہ کے لوگوں نے باہم معاہدہ کر لیا تھا کہ اس دفعہ جو فائدہ ہوگا، مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اس کی ساری رقم لگا دی جائے گی۔ مسلمانوں نے یہ سن کر 313 آدمی مدینہ کے علاقے کی سرزمین پر اس قافلہ کو روکنے کے لیے اور اپنی سرزمین پر سے نہ گزرنے دینے کے لیے مقامِ بدر میں آ کر ٹھیرے رہے۔ رسول کریمؐ اس چھوٹے سے اسلامی لشکر کے روحِ رواں تھے۔ ابوسفیان کو اس کی خبر ہو گئی اور اس نے واپسی میں راستہ کترا کر اپنا قافلہ مکہ پہنچا دیا۔ لیکن جب کفارِ قریش نے یہ سنا تو مکہ سے 1000 مصلح سپاہیوں کے ساتھ مدینہ کی سرزمین پر حملہ کر دیا۔

جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آگئیں تو جنگ شروع ہوگئی۔ کفارِ قریش میں عتبہ، شیبہ ولید بن مغیرہ اور ابو جہل جیسے ممتاز سردار تھے۔ عتبہ، شیبہ اور ولید نے آواز لگائی "کوئی لڑنے والا ہے تو آئے اور ہم سے لڑے"۔ یہ سن کر انصار، جاں نثارانِ محمدی آپہنچے۔ ان کفارِ قریش کے سرداروں نے ان سے کہا، "تم کیا ہماری برابری کرتے ہو؟ تم کو کیا حوصلہ ہے کہ ہم سے مقابلہ کروگے؟ تم کھیتی باڑی کرنے والے لوگ ہو"۔۔۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ "کہاں ہیں حمزہ بن عبد المطلب" (حضورؐ کے چچا)؟ "کہاں ہیں ابو عبیدہ بن حارث" (حضورؐ کے چچازاد بھائی)؟ "کہاں ہیں علی ابن طالب" (حضورؐ کے چچازاد بھائی اور داماد)؟ اور فرمایا "جاؤ اور ان کافروں سے جنگ کرو"۔۔۔ عتبہ کے مقابلے پر حمزہؓ آئے، شیبہ کے مقابل ابو عبیدہؓ ہوئے اور ولید کے مقابل حضرت علیؓ۔ عتبہ نے حمزہؓ سے پوچھا۔ "تم کون ہو"؟ آپ نے فرمایا "میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں، یہ ابو عبیدہ بن حارث ہیں اور یہ علی ابن طالب ہیں"۔۔۔ اس نے کہا "کُفُوٌ کَرِیْمٌ"۔۔ یعنی تم تو ہمارے برابر والے ہو، شریف ہو۔

اور پھر تلواریں چلنے لگیں۔ بجلیاں کوندنے لگیں۔ حمزہؓ بن عبد المطلب نے عتبہ کو فنا کر دیا۔ علیؓ ابن ابی طالب نے ولید کو مار کر ڈھیر کر دیا۔ شیبہ نے بھالے سے ابو عبیدہؓ کے پیر پر ایسی مار ماری کہ وہ زمین پر آرہے۔ لیکن حمزہ بن عبد المطلبؓ اور علی ابن ابی طالبؓ نے شیبہ کا کام تمام کر دیا۔ ابو عبیدہؓ جگہ سے ہٹا لیے گئے۔ ابو عبیدہؓ کے سر کو، رسول اکرمؐ نے اپنے زانوئے مبارک پر رکھ لیا۔ اور بار بار اپنے رومالِ مبارک سے ان کا منہ پوچھتے تھے۔ ابو عبیدہؓ پوچھتے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں جنگ گاہ سے ہٹا لیا گیا ہوں کیا میں شہیدوں میں شمار کیا جاؤں گا؟ سرکارؐ تصدیق فرماتے تھے اور وہ راہیٔ عالمِ بالا ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ایک انصاری نوجوان بچہ جس کا نام معوذؓ بن عفراء تھا، عبد اللہؓ ابن مسعود کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ چچا! وہ ابو جہل کونسا ہے جو ہمارے سرکارؐ کو تکلیف دیتا تھا۔ اُدھر دوسرا بھائی آتا ہے جس کا نام معاذؓ بن عفراء تھا، وہ بھی پوچھتا ہے کہ چچا! وہ ابو جہل کونسا ہے جو ہمارے سرکارؐ کو ہمیشہ ستاتا تھا۔ چچا، ابو جہل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور پھر بجلیاں کوندنے لگتی ہیں اور ان دونوں بچوں کی تلواریں ابو جہل کے دونوں پاؤں پر پڑتی ہیں۔ اور وہ دھڑام سے زمین پر آگرتا ہے۔ ایک بھائی خون آلودہ تلوار حضورؐ کو دکھاتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ میں نے آپؐ کے دشمن کو مار کر پھینک دیا۔ دوسرا انصاری دوڑے آتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ سرکارؐ میں نے آپ کے دشمن کو مار ڈالا۔ اور اپنی خون آلود تلوار حضورؐ کو بتلاتا ہے۔ سرکارؐ ان دونوں کی کارکردگی پر خوشی و خرمی کا اظہار فرماتے ہیں۔ یہ ہے خلاصہ جنگِ بدر سنہ 2 ہجری کا۔۔۔

{حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ 3 صفحہ 81 پارہ 4 صفحہ 29 تا 31 پارہ 9 صفحہ 94 تا 96 پارہ 26 صفحہ 50، 51 اور پارہ 30 صفحہ 190}